منشیات کے مضر اثرات

محمد رمضان یوسف سلفی
رہمانیہ دارالکتب فیصل آباد

کسی بھی قوم یا معاشرے میں جب عریانی، فحاشی، شراب و شباب اور منشیات جیسی چیزیں عام ہو جائیں تو سمجھ لیجئے کہ اس قوم کے زوال پذیر ہونے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی۔ دورِ حاضر میں منشیات کے موذی مرض سے نوجوان نسل کی علمی، ادبی، فکری، تعلیمی اور تعمیری صلاحیتیں سلب ہو کر رہ گئی ہیں۔ نشہ وہ ''زہر ہلاہل'' ہے کہ جس نے انسانی قدروں کو پامال اور ملک و ملت کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ وطن عزیز میں نوجوانوں کو جب اس لعنت میں مبتلا دیکھتے ہیں تو ان کی حالتِ زار پر رحم آتا ہے اور کفِ افسوس ملنے کو جی چاہتا ہے۔ افسوس کہ......... ؎

تجھ کو اسلام سے نسبت کا کوئی پاس نہیں
تیرے کردار میں اس پھول کی بوباس نہیں
کاش پیدا تیرے دل میں محبت ہو کبھی
تیرے کردار کو اسلاف سے نسبت ہو کبھی

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ نشہ انسان کو انسان نہیں، حیوان بنا دیتا ہے۔ جس نے بھی اس سے شناسائی پیدا کی وہ عزت و وقار سے ہاتھ دھو بیٹھا، جس نے بھی منشیات کا استعمال شروع کیا وہ مفلس و قلاش ہو گیا، لاکھوں کی جائیداد بک گئی، گھر میں غربت نے ڈیرے ڈال لئے۔ نوبت گھر کے برتن فروخت کرنے تک پہنچی، بچے والدین کے ہوتے ہوئے یتیم لگنے لگے، بیوی کی حالت بیوہ کی سی ہو گئی۔ اسی پر بس نہیں! نوجوانوں نے نشے کی خاطر چوری، ڈاکہ زنی، اغواء اور قتل و غارت گری پر عمل شروع کر دیا۔ یہ نشہ بازی کی ہی کرشمہ سازی ہے کہ بڑے بڑے ذہن عقل و شعور سے خالی ہو گئے۔ حمیت و غیرت کا عنصر مفقود ہو کر رہ گیا۔ بہادر اور شجاع بزدلی پر اتر آئے۔ جن افراد کو معاشرے اور قوم کیلئے خدمات سرانجام دینا تھیں۔ وہ نشے کا باعث عضو معطل بن گئے۔ جن جوانوں نے معاشرے کی تعمیر و ترقی اور اصلاح کرنا تھی وہ خود اپنی اصلاح کے لائق ٹھہرے۔ یہ کیسا مہلک مرض ہے کہ جس نے اچھے بھلے انسانوں کو ''ناکارہ'' بنا دیا۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ منشیات کے استعمال کو روکا جائے۔ آج ''نشے'' کے جو منفی اثرات سامنے آ رہے ہیں اس کے تصور سے ہی دل کانپتا ہے۔

اس سلسلے کا ایک واقعہ عرض کئے دیتا ہوں۔ ہمارے علاقے کا ایک شخص کارخانے میں جوتے بنانے کا کام کرتا تھا۔ اسے ہیروئن کے نشے کی لت پڑ گئی۔ وہ جو کماتا اسے ہیروئن کے نشے میں اڑا دیتا۔ ایک روز نشے میں دھت وہ اپنی والدہ سے کہنے لگا کہ اس شیشے کی بوتل میں داخل ہو کر دکھاؤ۔ یہ ایک ناممکن بات تھی جس پر عمل نہیں ہو سکتا تھا۔ لہٰذا وہ اپنی والدہ کو گالیاں دینے لگا اور زدوکوب کرنے لگا۔ آس پڑوس کے لوگوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے آ کر اس نشئی کو لعن طعن کی اور اسے روکا۔ اندازہ کیجئے کہ اس ماں کے دل پر کیا بیت رہی ہو گی کہ......... ؎

جن پتھروں کو عطاء کی تھیں ہم نے دھڑکنیں
وہ برسے تو ہمیں پہ برس پڑے

یہ واقعہ کوئی کہانی یا افسانہ نہیں بلکہ اس معاشرے میں رہنے والے ایک نشہ باز کی حقیقی تصویر ہے۔ نہ جانے اس طرح کے کتنے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ کتنی مائیں منشیات کے عادی بیٹوں سے پٹتی ہیں۔ کتنی بہنیں، بیٹیاں ظلم و جبر کا نشانہ بنتی ہیں، کتنے گھرانے ''نشہ بازوں'' کے ہاتھوں تباہ ہوتے ہیں۔ کتنی آبروئیں اس کی بھینٹ چڑھتی ہیں۔ افسوس کہ اتنا کچھ ہونے کے باوجود ہمارے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ہمارا اولین فریضہ ہے کہ ہم خود بھی اس زہر ہلاہل سے بچیں اور دوسروں کو بھی اس سے بچائیں۔ حکام بالا اور اربابِ اختیار کا یہ فریضہ ہے کہ ''منشیات فروشوں'' اور نشے بازوں کو سزا دیں، اگر اس کے باوجود وہ باز نہ آئیں تو انہیں ''پسِ دیوارِ زنداں'' بھیج دیں اور ان پر ''حد'' قائم کریں۔ پاکیزہ اسلامی معاشرہ اسی صورت معرضِ وجود میں آ سکتا ہے جب حکومت اس سلسلے میں کوئی موثر اقدام کرے۔ ملک و ملت کے معمار اگر تندرست و توانا ہوں گے تو ایک اچھا معاشرہ پروان چڑھے گا۔ اگر خدانخواستہ معاملہ اس کے برعکس ہوا تو سمجھ لیجئے کہ وہ قوم تنزل و تزلزل کا شکار ہے اور پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتی جا رہی ہے۔

ہم نے ایک ضرورت کے تحت اجمالی سا خاکہ پیش کیا ہے۔ آئندہ اس تمہید سے گفتگو کریں گے اب اس پر اپنی معروضات کا اکتفا کرتا ہوں کہ ؎

مسجدیں چھوڑ کر جا بیٹھے ہیں مے خانوں میں
واہ کیا جوشِ ترقی ہے مسلمانوں میں